Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹ ایڈیٹر: نسیم سیفی رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۸/۴۳ | ہفتہ - ۲۰ ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ، ۱۲ احسان ۱۳۷۲ ہش، ۱۲ جون ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۳۱

خدا تعالیٰ کے دو حکم

اس بات کو بھی خوب یاد رکھو کہ خدا کے دو حکم ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادات میں اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو۔ آدم زاد ہو اور خدا تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی ہو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر بہت وسیع اخلاق کے مالک تھے

آپ کی شخصیت بے حد متوازن تھی۔ سلسلے کے چوٹی کے بزرگ تھے

حضرت شیخ صاحب کی وفات پر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا آپ کو خراج تحسین

ربوہ: ۳۰ مئی - سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے اختتامی خطاب میں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کا نہایت شاندار الفاظ میں ذکر فرمایا۔

حضور نے فرمایا حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر سلسلے کے بہت چوٹی کے بزرگ تھے۔ بہت متبحر عالم تھے۔ مجھے ان سے گہری ذاتی محبت تھی۔ وہ وقف جدید کے صدر تھے۔ اور میں ان کا ماتحت تھا۔ ان میں رفقاء کا سا رنگ تھا۔ اگر تابعین نے کبھی رفقاء کا سا رنگ اختیار کیا ہے تو حضرت شیخ صاحب اس کی بہترین مثال تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مغرب عشاء کی نماز کے بعد میں ان کی نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ بہت مرنجاں مرنج اور بہت وسیع اخلاق کے حامل تھے۔ بہت متوازن شخصیت تھی۔ مولویت کا کوئی شائبہ بھی آپ میں نہ تھا۔ نیکی کا ہر پہلو آپ میں نمایاں تھا۔ تقویٰ، طہارت اور حسن خلق کا وہ انداز تھا جو لوگوں کو بے ساختہ اپنی طرف کھینچتا تھا۔ فیصل آباد کی ساری جماعت آپ کی عاشق تھی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آپ میں مزاح کی بہت خوبصورت حس تھی۔ ایک ہی لطیفہ بار بار اس انداز سے سناتے تھے کہ ہر بار نیا لطف پیدا کرتے تھے۔ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے حضرت شیخ صاحب کا بیان کردہ لطیفہ بھی سنایا کہ ایک دفعہ ایک دعوت میں ہر مہمان کو ایک ایک مرغ مسلّم پیش کیا گیا۔ اتفاق سے ایک مہمان کے سامنے مرغ نہ لایا گیا۔ اس نے لوگوں کو متوجہ کرنے کا یہ طریق نکالا کہ زور زور سے سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا۔ لوگ متوجہ ہوئے تو کہنے لگا کہ اللہ کی قدرت ہے کہ کل تک یہ مرغ اتنی طاقت والا تھا کہ ایک دیوار سے چھلانگ لگاتا اور دوسری پر جا بیٹھتا۔ اور دوسری سے پھریری لیتا اور تیسری پر جا بیٹھتا آج اس بد نصیب مرغ میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ ایک پلیٹ سے اُڑ کر دوسری پلیٹ میں جا بیٹھے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ہماری زندگیوں کا بھی یہی حال ہے جب تک حضرت شیخ صاحب زندہ تھے میں بار بار درخواست کرتا رہا کہ میں آپ کے پاس نہیں آسکتا آپ یہاں آجائیں یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے ممالک میں آپ کے علم کی قدر ہوگی۔ میں آپ کی سہولت کا ہر انتظام کر دوں گا۔ مگر وہ ہمیشہ یہی عذر کرتے کہ مجھ میں اب طاقت نہیں رہی۔

حضور نے فرمایا میں نے ایک نظم میں ایک شعر خاص طور پر ان کو ذہن میں رکھ کر کہا۔ وہ شعر تھا

یہ شجر خزاں رسیدہ ہے مجھے عزیز یارب
یہ اک اور فصلِ تازہ کی بہار تک تو پہنچے

لیکن مقدر کے سامنے کس کی چلتی ہے۔ اس موقعہ پہ ہم یہی کہتے ہیں کہ

بلانے والا ہے سب سے پیارا

حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ صاحب کی خوبیوں کو آپ کی اولاد میں نسلاً بعد نسلٍ جاری رکھے۔

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی۔

تقریب شادی

حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ رقم فرماتی ہیں:

بہت مسرت کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں کہ میری بھتیجی عزیزہ عائشہ صدیقہ شمع احمد بنت سید محمد احمد صاحب لاہور کی تقریب شادی ۲۹ مارچ ۱۹۹۳ء بروز پیر ڈاکٹر احمد حمید ابن مکرمی حمید اسلم قریشی سے سرانجام پائی۔

عزیزہ عائشہ صدیقہ کا نکاح حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے لندن میں ۳ فروری کو پڑھا تھا۔ اگلے دن یعنی ۳۰ مارچ کو مکرمی حمید اسلم قریشی صاحب کی طرف سے سروسز کلب لاہور چھاؤنی میں دعوت ولیمہ منعقد

باقی ص۷ پر

ہر کام میں انسان اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے

(اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

"اللہ تعالیٰ ربّ العالمین ہے اس کے بڑے بڑے رحم انسان کے اوپر ہیں کوئی ایسا انسان نہیں جو گن سکے۔ کیونکہ ہر کام میں انسان اس کا محتاج ہے۔ عمر بھر کے احسان تو کجا۔ صرف صبح سے شام تک جو احسان اللہ تعالیٰ انسان پر کرتا ہے وہ بھی کوئی گننے بیٹھے تو نہیں گن سکتا۔ اور پھر ہزاروں احسان تو ایسے ہیں کہ انسان خود بھی نہیں سمجھ سکتا۔ مثلاً بیسیوں بیماریاں ہیں جو خود بخود پیدا ہوتی ہیں اور خود بخود محض اللہ کے فضل سے دور ہو جاتی ہیں۔ میں نے تجربہ کار ڈاکٹروں سے سنا ہے کہ جب انہوں نے کسی انسان کا پوسٹ مارٹم کیا تو معلوم ہوا کہ اسے سِل ہوئی تھی جو اندر ہی اندر اچھی ہو گئی۔ یہ تو اس قسم کی بیماریوں کا حال ہے جو اپنا نشان پیچھے چھوڑ جاتی ہیں۔ مگر کئی بیماریاں ایسی ہیں جو اپنا نشان نہیں چھوڑتیں۔ کیا معلوم کہ وہ کس تعداد میں پیدا ہوئیں اور کب اللہ تعالیٰ کے فضل نے انہیں دور کر دیا۔ اسی طرح انسان کو بڑھاپے میں احتیاجیں ہیں۔ پھر جوانی میں پھر اس سے پہلے بچپن میں۔ پھر اس سے پہلے ماں کے پیٹ میں۔ ان سب کو اللہ تعالیٰ کے احسان نے ہی پورا کیا ہے۔ پھر ماں کے پیٹ سے پہلے انسان جس حالت میں تھا۔ پھر اس سے پہلے جسے ماں باپ بھی نہیں جانتے۔ ان سب حالتوں میں خدا ہی کے فضل سے انسان اس موجودہ حالت تک پہنچا ہے۔ خیر! یہ تو پوشیدہ احسانات ہیں۔ ظاہری احسانات کو بھی انسان اگر گننا چاہے تو نہیں گن سکتا۔ باوجود

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۲- احسان ۱۳۷۲ ہش ۔ ۱۲- جون ۱۹۹۳ء

مجلسی گفتگو

کہتے ہیں کہ تالی دو ہاتھ سے بجتی ہے۔ اگرچہ ہم نے دیکھا ہے کہ بعض تماشہ کرنے والے لوگوں کو ہنسانے کے لئے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو ہتھیلی پر زور زور سے مار کر تالی بجاکر دکھاتے ہیں۔ تالی جیسی آواز بھی آتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے۔ تالی بجتی دو ہاتھوں ہی سے ہے۔ ایک ہاتھ کی تالی بجے بھی تو وہ کوئی تالی نہیں ہوتی۔

اور یہ محاورہ استعمال اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی دو افراد جھگڑ پڑیں اور ان میں سے ایک کہے میں نے تو کچھ کہا نہیں تھا۔ انہوں نے مجھے برا بھلا کہنا شروع کر دیا یا میرے کام میں کیڑے نکالنے شروع کر دئیے۔ یعنی جب کوئی شخص یہ اصرار کرے کہ غلطی دوسرے ہی کی ہے۔ اس وقت بات سمجھانے کے لئے کہا جاتا ہے کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ یعنی قصوروار دونوں ہیں۔

اور اس میں کیا شک ہے کہ تالی بجتی دونوں ہاتھوں سے ہے۔ ایک ہاتھ کو ہوا میں لہراتے رہیئے۔ چاہے کتنے ہی زور سے۔ تالی نہیں بجے گی اور تالی بجنے کی آواز بھی نہیں آئے گی۔ جونہی ایک ہاتھ دوسرے پر پڑتا ہے۔ آواز آتی ہے۔ اور اسے تالی بجنا کہتے ہیں۔

جب کئی دوست اکٹھے بیٹھے گفتگو میں مصروف ہوں۔ یا گپ شپ لگ رہی ہو۔ تو کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی حال میں کسی نہ کسی سے کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے۔ کہ اس پر خاموش رہا جائے تو بات ٹل جاتی ہے۔ اور اس کا جواب دیا جائے تو بات بڑھ جاتی ہے۔ گویا ایک نے ہاتھ لہرایا دوسرے نے موقعہ غنیمت جانا اور اس پر ہاتھ مار دیا اور تالی بج گئی۔ اور ایسی تالی پھر زور زور سے بجنے لگتی ہے۔ بات سے بات نکلتی ہے۔ بات سے بات بڑھتی ہے۔ تو تو میں میں ہونے لگتی ہے۔ جھگڑا بڑھ جاتا ہے۔ بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات دوستی دشمنی میں بدل جاتی ہے۔ اس بات سے بچنے کے لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں: چاہیئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر "مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو۔ اور صبر اور حلم سے کام لو۔ اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو۔

خدا کرے کہ ہم اپنی مجلسوں کو اس طریق پر سجا سکیں۔ اور ان کا لطف اٹھا سکیں۔

کسی قیمت پہ بھی بکتے نہیں وہ
شعورِ ذات کے جو مدّعی ہیں
مگر جو بے ضمیری پر ہیں نازاں
بکاؤ مال کی وہ پوٹلی ہیں

ـــــ ابوالاقبال

رات کو دیر تک کوئی دل کو مَسل مَسل گیا
لمس تھا اس قدر لطیف ہاتھ سے دل نکل گیا

آنکھ کی ایک ایک بُوند بن گئی جوئے کوہ سار
پہلو میں ایک چوٹ سے چشمہ اُبل اُبل گیا

ایڑھیاں ریگزار پر رگڑیں جو شیر خوار نے
ماں کی تڑپ کو دیکھ کر دشت کا دل پگھل گیا

رُشد و ادب لحاظ و پاس ہاتھ میں کچھ نہیں رہا
نُور سے آنکھیں پھیر کر آنکھ کا پانی ڈھل گیا

آیا تھا ایک شخص آج اسلحہ وعظ کا لئے
میرے جنوں کو دیکھ کر خوف سے رُخ بدل گیا

چاہیئے عافیت اگر سچ کی پنہ میں آئیے
جھوٹ کو کب ثبات ہے آج نہیں تو کل گیا

پڑ گئے ماند خال و خد پیش نہ کوئی چل سکی
کر گیا اپنے نقش ثبت وقت کا داؤ چل گیا

اُن کی دعا و داد سے مجھ کو وہ راحتیں ملیں
لگتا ہے دو جہان میں میرا تو کام چل گیا

امۃ الباری ناصر

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد | مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ | مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

افکار عالیہ

تقویٰ کا مضمون (دین حق) کے ساتھ ایک ایسا تعلق رکھتا ہے کہ کسی اور مذہبی تعلیم میں یہ مضمون اس طرح گہری وابستگی اختیار کئے ہوئے دکھائی نہیں دیتا۔ بلکہ اگر آپ غور کریں تو عملاً فی الحقیقت (دین حق) و تقویٰ اور تقویٰ و (دین حق) ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اسی لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے منظوم کلام میں (دین حق) ہی کو تقویٰ قرار دیا ہے۔ قرآن کریم میں اول اور آخر یہ مضمون اس وسعت کے ساتھ پھیلا ہوا ہے اور احادیث میں بھی اس شدت سے اس پر زور دیا گیا ہے کہ گویا روحانی زندگی کا خلاصہ تقویٰ ہے جس کے بغیر کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

گذشتہ جمعہ میں میں نے بھی تقویٰ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ مجھے خیال آیا کہ جماعت احمدیہ میں مختلف قوموں سے شامل ہونے والے لوگ ہیں اور یہ جماعت چونکہ ایک پھیلنے والی جماعت ہے اور ہر روز آگے بڑھ رہی ہے اور ہر سمت وسعت پذیر ہے۔ دن بدن نئی نئی قوموں اور نئے نئے مذاہب سے لوگ احمدیت میں داخل ہوتے چلے جارہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ موجودہ دور میں اب ہمارے لئے یہ آسان ہو گیا ہے کہ کیسٹ کے ذریعے اپنی آواز ایک ہفتے کے اندر اندر ان تک پہنچا دیں۔ خواہ وہ دنیا میں کہیں بھی موجود ہوں۔ اس لئے خطبات کو اب بہت اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔

(دین حق) ایک عالمی بھائی چارہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ قرآن کریم اسے اخوت کا نام دیتا ہے یعنی ایمان لانے والے اخوۃ ہیں آپس میں بھائیوں کی طرح ہیں۔ اس مضمون پر (قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث) نے بھی بہت توجہ فرمائی۔ اور اس وحدت ملی کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے اس بات پر زور دیا کہ آئندہ صد سالہ جشن منانے کے لئے اس طرف خصوصیت سے توجہ دی جائے کہ ایک عالمی برادری وجود میں آجائے جس کے نقش ونگار باہم ایک دوسرے سے اس طرح ملتے ہوں کہ ہر دیکھنے والے کو ایک ہی قوم دکھائی دے۔ لیکن یہ تب ہی ممکن ہے کہ تقویٰ سب میں قدر مشترک بن جائے کیونکہ تقویٰ کے سوا کوئی اور چیز آپ اگر قدر مشترک کے طور پر اختیار کرنا چاہیں گے تو اس سے کوئی اور عالمی برادری تو وجود میں آجائے گی لیکن (احمدیہ) عالمی برادری اس سے وجود میں نہیں آئے گی۔ ایک ہی چیز ہے جو ہر ایمان لانے والے کے درمیان ..... قدر مشترک ہے اور وہ تقویٰ ہے اگر تقویٰ رنگ پکڑ جائے اور تقویٰ کا رنگ انسانی زندگی کے ہر پہلو پر غالب آجائے تو ہر دیکھنے والا ایسے متقیوں کو اپنے سے ایک الگ قوم کے طور پر دیکھے گا۔ رنگ ونسل کے جو دوسرے امتیاز ہیں وہ تقویٰ کے غلبہ کے نتیجہ میں بالکل دب کر مٹتے چلے جائیں گے بلکہ مٹ جائیں گے اور ایک ایسی قوم وجود میں آئے گی جو دنیا نے پہلے نہ دیکھی ہو گی۔ دنیا والے حیرت سے یہ ماجرا دیکھیں گے کہ انہی میں سے خواہ وہ افریقہ کے بستے والے ہوں یا ایشیا کے یوروپ کے رہنے والے ہوں یا امریکہ میں کسی بھی خطہ ارضی سے تعلق رکھتے ہوں ان سب سے نکل نکل کر کچھ لوگ احمدیت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک جھنڈے تلے جمع ہوتے چلے جارہے ہیں اور سب میں ایک نئی قومیت ابھر رہی ہے۔ نئی قومیت وجود پا رہی ہے۔ نئی قومیت نشوونما پاتی دکھائی دے رہی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے رنگ ڈھنگ بالکل ایک جیسے ہو گئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ یہ چیز جماعت احمدیہ میں کسی حد تک دکھائی دینے لگی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جن کو جماعت کے پس منظر کا کچھ علم نہیں۔ جماعت کے فلسفے کا کچھ علم نہیں وہ بھی اس حقیقت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔

گذشتہ جلسہ سالانہ کے بعد امیگریشن کے افسروں کی طرف سے جو تبصرے موصول ہوئے ہیں ان میں سے سب سے زیادہ اہم تبصرہ یہ تھا کہ احمدی عجیب سے لوگ ہیں دنیا کے جس کونے سے بھی آتے ہیں ایک ہی قسم کے لوگ ہیں ہم ان کو پہچان جاتے ہیں۔ وہ ایک قسم کیا ہے۔ یہ کسی کو سمجھ نہیں آئی کہ افریقہ سے آنے والے لوگوں کی، پاکستان سے آنے والے لوگوں کی چین سے، امریکہ سے، اور جاپان سے آنے والے لوگوں کی غرضیکہ مختلف ممالک سے آنے والے لوگوں کی ایک قوم کیسے بن سکتی ہے۔ آخر وہ کیا چیز ہے جس نے لوگوں کو ایک قوم بنا دیا ہے حتیٰ کہ ایک غیر کو بھی دیکھتے ہی محسوس ہوا کہ ان میں ایک قدر مشترک ہے وہ یہ بات تو نہیں پہچان سکتا تھا کہ وہ قدر مشترک کیا ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ تقویٰ ہی وہ قدر مشترک ہے جو جماعت احمدیہ کو دنیا کے سامنے ایک قوم کے طور پر پیش کر رہی ہے لیکن اس کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ ابھی بہت ہی خلا ہے اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہماری ہر ادا پر تقویٰ کا رنگ غالب آگیا ہے۔

کیونکہ جب کسی جماعت پر یہ رنگ غالب آجائے تو اس کا ایک طبعی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس جماعت کا دنیا میں چھا جانا ایک لازمی امر ہو جاتا ہے پس اگر یہ واقعہ رونما ہو جائے یعنی جماعت احمدیہ کی ہر ادا پر تقویٰ غالب آجائے تو آسمان اور زمین اس بات پر گواہ ہو جائیں گے کہ آپ لازماً ساری دنیا پر چھا جائیں گے۔ پھر دنیا کی کوئی طاقت آپ کو دنیا پر چھا جانے سے روک نہیں سکتی۔ یہی بات ہے جس سے دنیا کی بھلائی اور بہبود وابستہ ہے۔

اس لئے میں نے سوچا کہ تقویٰ کے مختلف پہلوؤں پر وقتاً فوقتاً روشنی ڈالتا رہوں۔

(خطبہ فرمودہ ۲۰ مارچ ۱۹۸۷ء
بمقام بیت الفضل لندن)

ایک چھوٹی سی بات

محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ
ربوہ سے لکھتی ہیں:

یہ تیسری بات استادوں اور ڈاکٹروں سے خاص کر تعلق رکھتی ہے اور عمومی طور پر ہر ایک کے ساتھ۔

استاد پڑھا رہا ہے کوئی واقف کلاس میں چلا جاتا ہے۔ پانچ دس منٹ تپاک سے ملتے حال احوال پوچھنے گلے شکوے کرنے میں گذر جاتے ہیں۔ بچوں کا حرج علیحدہ ہوتا ہے اور بعض دفعہ بات چیت میں گلے شکوے کے طور پر خاوند بیوی ساس بہو۔ بیٹی جوائی۔ دیورانی جٹھانی اور مرد استادوں کی صورت میں یار دوستوں کی برائی اور نکتہ چینی بچوں کے سامنے شروع کر دی جاتی ہے۔ یہی ساس بہو خاوند بیوی دوست وغیرہ ان بچوں کے ہر دلعزیز امی ابو۔ دادی۔ دادا۔ نانی نانا چچا وغیرہ ہوتے ہیں۔ ان معصوموں کے دلوں میں بات رہ جاتی ہے جو بعض اوقات ساری عمر نہیں نکلتی۔ اور کہنے والے بھول چکے ہوتے ہیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ اگر ملنا اور بات چیت کرنا انتہائی ضروری ہے جو کسی اور وقت پر اٹھا رکھی نہیں جا سکتی تو برائے مہربانی تھوڑی دور بچوں سے ذرا فاصلہ پر چلے جائیے پھر باتیں کیجئے۔

ڈاکٹر کمرہ میں مریضوں کا معائنہ کر رہا ہے یا چلئے بات چیت ہی کر رہا ہے۔ ڈاکٹر ایک جاننے والے اور تشریف لے آتے ہیں اور بات چیت شروع۔ مریض ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم بنا بیٹھا ہے۔ ڈاکٹر بھی پہلے تو مروتاً بات چیت کرے گا پھر اسے یہ علم ہے کہ مریض کو تکلیف زیادہ ہے اور سب مریض جو باہر انتظار گاہ میں بیٹھے ہیں اس نے ہی ان کو بھی دیکھ کر فارغ کرنا ہے۔ اس لئے وہ معذرت بھرا رویہ اختیار کرے گا۔ کہ ذرا اس مریض کو فارغ کر لوں پھر بات ہے یا بات نرسوں اور کارکنان کو ڈانٹے گا۔ مریض بھی اپنی کہانی کہتے جھجک رہا ہو گا۔ ڈاکٹر بے دھیانی میں غلطی بھی کر سکتا ہے۔ بلکہ اسے احساس بھی ہو جائے گا کہ مجھ سے ٹھیک طرح توجہ مریضہ کی یا مریض کی طرف مبذول نہیں ہو پا رہی۔ لیکن توبہ ہے جو وہ واقف کار وہاں سے ہٹ کر چلے جائیں ـــ باہر والے بھی جھنجھلا رہے ہیں پیچ وتاب کھا رہے ہیں نوکر عملہ بھی ڈانٹ کھا کر کھسیانا ہو رہا ہے۔ مگر یہ نہ ٹلیں گے۔ نتیجہ سب جانتے ہیں۔ قصور کچھ نہ کچھ سب کا ہی ہے۔ مریض کہہ سکتا ہے میں تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ عملہ کہہ سکتا ہے کہ آپ انتظار گاہ میں چند منٹ تشریف رکھئے ڈاکٹر صاحب فارغ ہوتے ہیں تو آپ کو پھر بلواتا ہوں۔ ڈاکٹر تو کہہ سکتا ہے معذرت قبول فرمائیں۔ میں مریضوں سے فارغ ہو لوں پھر گپ شپ کرتے ہیں (بلکہ

باقی ص ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

حضرت مولوی سیّد محمد سرور شاہ صاحب

پانچ بھائی، خوبصورت، نوعمر، ایک سید گھرانے کے چشم و چراغ۔ اپنے گھر کے ایک کمرے میں جمع ہیں۔ درمیان میں ماسٹر صاحب تشریف فرما ہیں۔ چار کے پاس تو کتابیں ہیں مگر ایک علیحدہ بیٹھا ہے اس کے پاس نہ کتاب نہ کاپی نہ پنسل۔ یہ ایسے کیوں ہے؟ دراصل اسے والد صاحب کی طرف سے اجازت نہیں دی گئی کہ کتابوں پہ اپنا وقت ضائع کرے۔ اسے تو بڑا ہو کے جائیداد کی دیکھ بھال کرنی ہے۔ گھریلو کام سنبھالنے ہیں پھر بھلا پڑھنے کا کیا فائدہ؟ خواہ مخواہ پڑھائی پر وقت کیوں ضائع کیا جائے۔ سو یہ نوعمر لڑکا ایک طرف اکیلا بیٹھا ہے۔ جب کہ باقی چار بھائیوں کو ماسٹر صاحب بڑی توجہ اور محنت سے پڑھا رہے ہیں۔ سبق دہرایا جا رہا ہے مگر سبق ہے کہ انہیں ازبر نہیں ہو رہا۔ ماسٹر صاحب کوس رہے ہیں جھڑک رہے ہیں مگر دماغوں کو قفل کچھ اس مضبوطی سے لگے ہیں کہ کھل نہیں رہے۔ سبق کا بار بار اعادہ کیا جا رہا ہے۔ مگر بات بنتی ہوئی معلوم نہیں دیتی۔ مگر نہیں۔ ماسٹر صاحب کی محنت ضائع نہیں ہو رہی۔ کونے میں اس الگ تھلگ بیٹھے لڑکے کو، جسے کتاب کو چھونے کی بھی اجازت نہیں، سبق زبانی یاد ہو چکا ہے۔ وہ بات سمجھ چکا ہے۔ کتاب کے حروف سے تو شاید اتنا آشنا نہیں مگر کتاب کیا کہتی ہے اس میں کیا لکھا ہے۔ وہ یہ سب سمجھ چکا ہے اور اسے ازبر ہو چکا ہے۔ یہ علم سے محروم کیا جانے والا، مگر علم سے بچپن میں ہی اس قدر شغف رکھنے والا بچہ کون ہے؟ یقیناً یہ وہی ہے جس نے بڑے ہو کے اپنے علم کا سکہ منوانا ہے جسے جید عالم۔ فقیہہ۔ مفکر۔ عاشق قرآن منطق و فلسفہ کا بے مثل ماہر کے خطابات سے نوازا جانا ہے۔ اس کا علم کی دہلیز پہ یہ پہلا قدم ہے۔ کہتے ہیں ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ مستقبل کے آثار بچپن میں ہی نمایاں نظر آ رہے ہیں۔ یہ ہے وہ لڑکا جو بعد میں حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ کے نام سے پکارا گیا۔ جو مظفر آباد کے سید محمد حسن شاہ صاحب کے گھر کے چشم و چراغ ہیں۔ گو بچپن میں اس ہونہار بچہ کی باقاعدہ تعلیم کا انتظام نہ کیا گیا۔ مگر وہ تشنگی۔ وہ علم کی طلب، وہ حصول علم کی شدید خواہش، ان ظاہری پابندیوں کے باوجود دب نہ سکی۔ خواہش شدید سے شدید تر ہوتی گئی۔ علم کی پیاس تسکین کی طالب ہوئی اور آخر ۱۳ برس کی عمر میں آپ روشنی کی تلاش میں۔ کسی شمع کی جستجو میں گھر سے روانہ ہوئے۔ منزل کی تلاش میں یہ سفر لمبا ہوتا چلا گیا۔ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں۔ ایک شہر سے دوسرے شہر۔ ایک خانۂ خدا سے دوسری بیت تک تلاش جاری رہی۔ ایک استاد سے پیاس نہ بجھ سکی تو دوسرے کی تلاش میں روانہ ہو گئے۔ دوران تعلیم نہ کوئی وظیفہ قبول کیا نہ دوسرے شاگردوں کی طرح خانۂ خدا میں دی جانے والی روٹیاں قبول کیں۔ ہر جگہ یوں ہوا کہ کسی نے آنکھوں میں ذہانت کی چمک دیکھی۔ کوئی چہرے پہ فراست و پاکبازی کے نور سے متاثر ہوا۔ کسی نے خاندانی شرافت کی قدر کرتے ہوئے عزت و احترام سے نوازا۔ اور اس طرح اس متوکل نوجوان کا اللہ تعالے کفیل ہوا۔ کئی شہروں میں جانا ہوا۔ کئی اساتذہ کی قربت حاصل ہوئی۔ مگر بعض کے اندر جھانکا تو نہ سینہ روشن نہ وہ پارسائی جس کا دعوی کیا جا رہا تھا۔ سخت مایوسی ہوئی۔ رخ دیوبند کی طرف کیا۔ وہاں کچھ سمیٹنے کو مل گیا۔ مگر دیوبند والے بھی خوش ہوئے کہ انہیں ایک ایسا طالب علم ملا جو نہایت ذہین۔ محنتی اور قابل تھا۔ انہوں نے آپ کی علمیت کے اعتراف میں خصوصی سند عطا کی جس میں یہ تحریر تھا کہ گذشتہ ۲۳ برس میں فقط تین طالب علم اس دارالعلوم کے ایسے تھے جو بے مثل تھے اور ان میں سے ایک حضرت مولوی صاحب تھے۔ مگر آپ نے یہ سند بصد ادب واپس کر دی۔ آپ ایسی تعریفی اسناد کے خواہاں نہ تھے آپ تو محض حصول علم کے متمنی تھے اسی دیوبند میں ایک روز شیخ الہند مولوی محمد حسن صاحب کے سامنے حضرت مولوی صاحب کا پرچہ کھلا پڑا تھا۔ شیخ الہند متعجب تھے۔ اس زیرک طالب علم نے قرآن کریم کی تشریح میں کیا کیا موتی پروئے ہیں۔ کیا کیا نکات پیدا کئے ہیں۔ وہ پرچہ سامنے رکھے سوچ رہے تھے کہ ایسے عالمانہ جوابات کے فقط سو نمبر دینا تو اس کی توہین ہو گی کاش سو میں سے دو سو دینا ممکن ہوتا۔ یہ تھا ایک ذہین و فطین طالب علم کے متعلق تاثر ایک ایسے استاد کا جو شیخ الہند کہلاتا تھا۔ بہرحال آپ علم کے بحر زخار میں غوطہ زن رہے۔ بہت گہر آبدار ہاتھ آئے اور اب وقت آ گیا تھا کہ انہیں دوسروں میں بانٹا جائے۔ ادارے آپ کے علم سے استفادہ کرنے لگے سہارنپور میں پھول جھڑنے لگے۔ موتی بکھرنے لگے۔ ہر مشکل کتاب، مشکل سبق آپ کے سپرد کیا جاتا اور آپ اس فرض سے احسن رنگ میں عہدہ برآ ہوتے۔ طالب علم خوش تھے کہ ایک ایسا استاد مل گیا جس کے طفیل مشکل مقام فوراً آسان ہو جاتے۔ اب ایک اور دروازہ بھی کھل رہا تھا۔ ایک انکشاف ہونے لگا۔ ایک خواب کے بعد دوسرا خواب۔ اور اس طرح پانچ خواب دیکھے۔

۔۔۔ نام تک بتلا دیا گیا۔ کچھ دیر تذبذب رہا۔ غلط سمت تلاش رہی مگر آخر حق منکشف ہوا اور بڑے واضح انداز میں منزل تو مل گئی مگر دوستوں نے مشورہ دیا کہ مصلحت اسی میں ہے کہ فی الحال اس حقیقت کو اخفاء میں رکھا جائے۔ مگر آپ نے تاخیر برداشت نہ کی۔ حقیقت آشکار ہو گئی تو اسے چھپایا کیوں جائے۔ دنیا کیا کہے گی یہ قطعاً اہم نہ تھا۔ مگر آپ کا اعلان کرنا تھا کہ وہی جو تعریف میں رطب اللسان تھے۔ اب طعن و تشنیع پہ اتر آئے۔ اپنوں نے آنکھیں چرا لیں۔ ملازمت قائم رہتی ہے یا نہیں۔

ایک اور واقعہ جو ہے تو بہت بعد کا لیکن شاید اس جگہ موزوں رہے وہ بھی سن لیجیئے۔ پادری عبدالحق صاحب ایک بار قادیان گئے۔ مدرسہ احمدیہ کے طالب علم مہمان خانے میں ان کے گرد جمع ہو گئے اور لگے سوال و جواب کرنے۔ پادری صاحب نے ان کی کم علمی کی طرف اشارہ کرنے کے بعد فرمایا: میری یہ بات توجہ سے سنو۔ تمہارے پاس ایک شخص ہے۔ مولوی سید محمد سرور شاہ۔ وہ گوہر ہے، ایک قیمتی ہیرا۔ اس سے علم سیکھو۔ اور پھر ایک واقعہ کا ذکر کیا کہ سیالکوٹ کے ضلع میں ان کی مولوی صاحب سے بات چیت (مناظرہ) ہوئی۔ مگر پادری صاحب نے اعتراف کیا کہ اس میں مولوی صاحب کا پلہ بھاری رہا کہنے لگے۔ میں خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ علمی رنگ میں مولوی صاحب نے میری جو گت بنائی اس کو میں ہی جانتا ہوں۔ ان جیسا متبحر عالم میں نے ہندوستان بھر میں نہیں دیکھا۔ اپنے تو تعریف کرتے ہی ہیں دوسرے بھی داد دیں مزا تو تب ہے۔ اور پادری صاحب نے مولوی صاحب کی علمیت پہ مہر تصدیق ثبت کر دی۔

آئیے واپس چلتے ہیں۔ آپ کی علمیت کی شہرت پھیلی تو کئی ادارے آپ کو اپنے ہاں بلانے کے خواہاں ہوئے مشن کالج پشاور نے آپ کو پروفیسر کی پوسٹ پیش کر دی۔ اور آپ اس سے متعلق ہو گئے۔ آمدنی آپ کی ۱۸۰ روپے ماہوار ہو گئی۔ الغرض دولت بھی ملی۔ عزت بھی۔ شہرت بھی اور رفعت بھی مگر اس سب کچھ کے باوجود آپ کا دل اچاٹ ہو گیا اور قادیان روانہ ہو گئے۔ ۱۸۰ روپے چھوڑ کر ۱۵ روپے ماہوار پہ قانع ہو گئے۔ گوردوارہ کے جنوبی جانب چار آنے ماہوار پہ ایک چھوٹا سا مکان، جو ایک چپراسی کے بھی شایان شان نہ ہو، لیا اور قادیان میں ڈیرہ لگا لیا۔ جب دیار محبوب جا ہی پہنچے اور دھونی رما بیٹھے تو پھر کون قصر شاہی کا خواہاں ہوتا ہے ایک کٹیا ہی کافی ہے۔

قارئین اس عظیم شخصیت سے تو کسی حد تک متعارف ہو گئے۔ مگر آئیے ایک نظر اس رخ زیبا پہ ڈالیں۔ آئیے انہیں قریب سے دیکھیں۔ میانہ قد۔ بھاری چہرہ سیب کی طرح سرخ۔ سر بڑا۔ چہرے پہ نکھار اور شگفتگی۔ جسم قوی اور مضبوط۔ گٹھا ہوا ورزشی جسم جس پہ بڑھاپا بھی اثر انداز نہ ہو سکا۔ سر اور ڈاڑھی میں باقاعدہ حنا کا استعمال آنکھوں میں محبت و شفقت، چہرے پہ نور۔ سبز چوغہ زیب تن۔ ہاتھ میں ایک سونٹا جفاکشی اور محنت ایسی کہ جوانوں سے بڑھ کر کوئی مشکل پیش آئے تو جوانوں سے پیش پیش۔ چور گھس آئے تو ان کا تعاقب کیا اور انہیں جا پکڑا۔ ڈھاب میں ایک نوجوان غوطے کھانے لگا تو چھلانگ لگائی اور اسے نکال لائے ایک جانور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی ٹوپی پہ حملہ آور ہوا تو دوسرے روز غلیل سے اسے شکار کر لیا۔ الغرض بیت الذکر و مکتب میں ہی نہیں بلکہ قوت و مہارت کے مظاہر میں بھی سبقت لے گئے۔

قادیان میں ایسے دھونی رما بیٹھے کہ پھر درِ محبوب سے اٹھنے کو جی نہ چاہا۔ واپس جانے کا خیال دل سے نکال دیا۔ اگر کسی وقت لاہور امرتسر جانا ہوتا تو بھی بلا اجازت قادیان نہ چھوڑتے۔ اس منبعٔ علم و نور سے ایسی روشنی ملی۔ اس شجر سایہ دار سے ایسا سکون ملا کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ایک عالم وجد میں اپنی بقیہ عمر اس دور افتادہ چھوٹے سے گاؤں میں گذار دی نہ جائیداد کا خیال کیا نہ رشتہ داروں کے بندھنوں میں الجھے۔ اپنا سب کچھ قربان کر کے اسی در کے ہو رہے مگر عظیم قربانی رنگ لائی اور آپ کو مختلف اعزازات سے نوازا گیا۔ صرف ۳۲ سال کی عمر میں ۔۔۔۔۔۔ ہوئے اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے کئی بار آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ مباحثہ ۔۔ کے لئے حضرت بانی سلسلہ نے آپ کو منتخب کیا اور اس کے نتیجہ میں غضنفر (شیر)

باقی ص۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

دی نیوز انٹرنیشنل

۲۸-مئی ۱۹۹۳ء

۲۸ مئی ۱۹۹۳ء کے نیوز انٹرنیشنل کے شمارے میں اخبار نے ایک اداریہ میں کہا ہے۔

ایک کے مقابلے میں دس کی اکثریت سے سپریم کورٹ نے صدر کے قومی اسمبلی کو ۱۸ اپریل ۱۹۹۳ء کو ختم کرنے کے حکم نامے کو بغیر کسی جواز کے بتایا ہے اور حکم دیا ہے کہ اسمبلی حکومت اور کابینہ کو بحال کیا جائے۔

اس ملک کی تاریخ میں اس قسم کا یہ پہلا عدالتی فیصلہ ہے۔ اور یہ کسی فرد واحد یا کسی پارٹی کی فتح کا نشان نہیں ہے بلکہ قانون کی بالادستی کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اگر اس سے پہلے بھی ماضی میں ایسے فیصلے کئے جاتے تو جمہوریت آج بہت زیادہ مضبوط ہوتی اس فیصلے کے بعد عدالت کی انیس (۱۹) روزہ "لڑائی" ختم ہو گئی۔ لیکن اس قانونی فیصلے کے اثرات نے گندے سیاسی پانیوں کے مسائل کو حل نہیں کیا۔ اور ایسے بہت سے مسائل ہیں جو سیاسی افق پر ابھر رہے ہیں۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ وزیر اعظم اور صدر کے تعلقات کیا ہیں۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ صدر اسحاق نے فوری طور پر اور بغیر لگی لپٹی رکھے عدالت کے فیصلہ کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن دوسری طرف ایسے سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ مرکز اور صوبوں کے تعلقات کیا ہوں گے۔ کم از کم تین صوبوں کے جہاں مسلم لیگ کی دوسری پارٹی کی حکومت ہے جبکہ وہ وزیر اعظم نواز شریف سے کھلم کھلا اختلاف کرتے ہیں۔ خاص طور پر پنجاب کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس صوبے کو پاکستان میں طاقت کا مرکز مانا جاتا ہے اور یہ صوبہ ایک مخالف کے ہاتھ میں ہے۔ یہ ایسے عوامل ہیں جو صرف نظر نہیں کئے جا سکتے۔ اور خاص طور پر جبکہ استحکام کے مستقبل کی طرف نظر دوڑائی جاتی ہے۔ مسلم لیگ کی وہ شاخ جو حامد ناصر چٹھہ کے زیر اہتمام ہے اور مسٹر شریف کی سخت مخالف ہے نے یہ اعلان کیا ہے کہ جنگ تو اب شروع ہوئی ہے۔ مسٹر چٹھہ نے یہ بھی اظہار کیا ہے کہ نگران حکومت کے مختلف عناصر جو حکومت میں موجود تھے مل جل کر حکومت کے خلاف کارروائیاں کریں گے۔

مس بے نظیر بھٹو جن کی پاکستان پیپلز پارٹی سیاسی طاقتوں میں سب سے زیادہ طاقتور ہے نے کہا ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد سیاسی بحران ختم نہیں ہوا بلکہ زیادہ گھمبیر ہو گیا ہے۔ انہوں نے عدالتی فیصلے کے سلسلے میں یہ بھی کہا ہے کہ چھوٹے صوبوں کے لوگ پوچھیں گے کہ پی پی پی کی حکومت (جو ۱۹۸۸ء میں منتخب ہوئی اور ۱۹۹۰ء میں معزول کر دی گئی) کو کیوں عدالت نے بحال نہیں کیا تھا۔ یہ سارے بیانات کچھ خیالات کو جنم دیتے ہیں جن کا تعلق ملک کے سیاسی مستقبل سے ہے اور مسٹر شریف کی اپنی نئی حاصل کردہ طاقت سے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ملک کے پہلے ایسے وزیر اعظم جو دوبارہ اقتدار میں آئے ہیں ہونے کے ناطے انہیں وہ کچھ حاصل ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں تھا یعنی ایک دوسرا موقعہ۔ ملک کا استحکام اس بات پر منحصر ہے کہ مسٹر شریف اپنے اس نئے موقع کی وجہ سے کیا کچھ کرتے ہیں۔ اب تک تو انہوں نے ایک زیتون کی شاخ اپنے مخالفین کو دکھائی ہے اور ان کی مدد جمہوریت کی مضبوطی کے لئے طلب کی ہے۔ لیکن جیسا کہ انہوں نے پھر بھی یہ ماضی میں معلوم کر لیا ہو گا۔ انہیں الفاظ کی بجائے کچھ زیادہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ حزب اختلاف کا تعاون حاصل کر سکیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ اب تناؤ کے ماحول کو ختم کر دیں اور یہ صرف اس طرح ممکن ہے کہ وہ اتحاد کی روح کے ساتھ کام کریں

سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ یہ دوسرا موقعہ یونہی ضائع نہیں کر دینا چاہئے یعنی اپنے مخالفین پر اپنی فتح کے عالم میں انتقام لینے کی صورت میں ضائع نہیں کر دینا چاہئے بلکہ اس فتح کو ایک ایسا موقعہ بنا دینا چاہئے اور اسے اس بات کا باعث بن جانا چاہئے کہ وہ اپنے سیاسی مخالفین دشمنوں اور تنقید نگاروں سے اس طرح نبٹیں کہ ان کی اپنی عظمت کا اظہار ہو۔

The judgement and the future

By a majority of ten to one, the Supreme Court has held the President's act of dissolving the National Assembly on April 18, 1993, to be "without lawful authority," and ordered the restoration of the Assembly, the government, and the Cabinet.

The first such judgement of its kind in the country's history signifies not the victory of a single individual or party, but the vindication of the rule of law. Had such judgements been delivered in the past too, democracy would have been much stronger. With this a nineteen day battle in the courts has ended. But the effects of the legal judgement have not cleared away the muddied political waters. There are several unanswered questions looming over the political horizon. One is the future relationship between the Prime Minister and the President. It is encouraging to note in this regard President Ishaq's prompt and unambiguous acceptance of the Court decision. But on the other hand questions also arise about relations between the centre and the provinces since atleast three provinces are headed by leaders of rival Muslim League factions who are in a state of declared hostility towards Prime Minister Nawaz Sharif. In particular the Punjab, deemed as the bastion of power in Pakistan, is in the charge of a rival or opponent. These factors cannot be overlooked in any sanguine prognosis about future stability in the country.

Meanwhile, Muslim League faction led by Hamed Nasir Chattha, who is a bitter opponent of Mr Sharif, has declared that the war against him has only just begun. Mr Chattha has also indicated that components of the former caretaker coalition government will work together in a joint anti-government platform. Ms. Benazir Bhutto whose Pakistan People's Party (PPP) remains a dominant political force in the country has said that with the Supreme Court judgement, the political crisis has not ended but deepened. She also had this remark to make about the judicial verdict: " People from the smaller provinces will ask why the PPP government (elected in 1988 and dismissed in 1990) was not restored by Court." All of these statements raise questions marks about the country's political future and about Mr. Sharif's chances of consolidating his newly restored power.

There is little doubt that as the country's first Prime Minister ever to return to power, Mr Sharif has what others have not had the good fortune to enjoy: a second chance. The country's return to stability depends critically on what Mr. Sharif does with that fresh opportunity. So far he has held out an olive branch to the opposition, asking for their help to strengthen democracy. But as he himself may have discovered in the past, he will need more than words to elicit cooperation from the opposition. He should now seek to end the tension-ridden environment by substantive gestures and moves made in a spirit of reconciliation. Above all, the second chance should not be frittered away by the temptation to settle scores in his hour of triumph. Instead victory should be an occasion and reason to show magnanimity towards his political rivals, foes and critics.

The News International, Friday, May 28, 1993

بقیہ: صد ۳

ڈاکٹر چائے یا پانی بھی پلوا چکا ہوتا ہے کہ موصوف اب سدھاریں) لیکن — لیکن سب سے زیادہ قصور آکر پکے ہو کر بیٹھ جانے والے کا ہے۔ اور بیٹھنا خاموشی سے نہیں۔ مریضوں کی ہمدردی میں دو بول بھی بولنے ہیں اسے اپنے تجربے اور پرہیز اور علاج بھی بتانے ہیں — اور اگر ڈاکٹر مریض کی طرف متوجہ ہو بھی رہا ہے تو کھنکار کر یا پھر نئے سرے سے بات چھیڑ کر اسے اپنی طرف متوجہ کرنا بھی ضروری جانا جاتا ہے دیکھئے اس کا حل سب ہی مل کر تھوڑی تھوڑی کوشش کریں تو ہو سکتا ہے۔ ورنہ

باقی صد ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم مرزا عبداللطیف صاحب جہلم سے لکھتے ہیں:

محترم نسیم سیفی صاحب

آپ کے زیر سایہ الفضل کے مضامین میں تنوع آیا ہے۔ اس کے لئے میری طرف سے مبارکباد قبول کیجئے۔ طب و صحت۔ قانونی مشورے۔ زبان و ادب انگریزی اخبارات سے کٹنگ نے اخبار کی افادیت کو بہت بڑھا دیا ہے۔

سلسلہ کے شعراء۔ مصنفین۔ جماعتی عہدیداران اور اہم اشخاص کے انٹرویوز پڑھنے سے نئی نسل کے علم میں اضافہ ہو رہا ہے اگر تصاویر کا اہتمام ہو سکے تو افادیت میں اضافہ ہوگا۔ ایک تصویر ۱۰ مضامین پر بھاری ہوتی ہے۔

اسی طرح تاریخ احمدیت کے بارے میں نہایت مفید مواد سامنے آرہا ہے کمی صرف فوٹو گرافی کی ہے مقامات مقدسہ اور سلسلہ کی اہم جگہوں خصوصاً قادیان کے مناظر سے نئی نسل بے بہرہ ہے۔ ان کے لئے ضرور اہتمام کیجئے۔

قانونی مشوروں کے سلسلے میں ایک گذارش ہے کہ یہ سلسلہ نہایت مفید ہے براہ کرم چھوٹے مقدموں کے سلسلے میں وکلاء حضرات کی خدمت میں لکھا جائے اور اسے شائع کیا جائے۔ مجھے انگریزی کے حوالہ جات کے متعلق یہ عرض کرنا ہے کہ اس سے الفضل کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے اگر اس کو روزانہ کر دیا جائے اور دو کالم روزانہ بھر دیں تو انگریزی خواندہ حضرات کی تشنگی پوری ہو سکے گی۔ اور انگریزی اخبارات کو پڑھنے کی ضرورت کم پڑے گی۔

فوٹو گرافی کے سلسلے میں ایک مشورہ عرض کرتا ہوں کہ واقفین کے صرف پاسپورٹ سائز کے فوٹو گراف آرہے ہیں جو کافی مجرد اور بور قسم کے ہیں اگر والدین کو اجازت دی جائے تو وہ لائف سائز کی تصاویر پورے جسم اور لباس کے ساتھ حسب پسند بیک گراؤنڈ کے ساتھ دیا کریں تو تصاویر میں دلچسپی بڑھ جائے گی اور اخبار میں صوری لحاظ سے جان پڑ جائے گی۔

اس سلسلے میں کمپیوٹر کی کتابت اختیار کرنا بھی ضروری ہے اگر مجبوری ہے تو ایک دو صفحے ضرور دیئے جائیں اور تحریر کو Reduce کیا جائے تاکہ زیادہ مواد آسکے۔

باغبانی زراعت کے کالم چھپ رہے ہیں اس میں ہفتہ وار باقاعدگی ہو سکے تو قابل تعریف امر ہوگا۔ اسی طرح عورتوں کے پکوان امور خانہ داری، ڈریس میکنگ اور ایمبرائیڈری کو ہفتے میں ایک روز کے لئے جگہ دے دی جائے تو اخبار خواتین میں زیادہ مقبول ہو سکے گا۔ خاکسار کے لائق کوئی خدمت ہو تو بے تکلف ارشاد فرمائیے۔

بقیہ: صفحہ ۴

کے خطاب سے نوازا۔ آپ مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر ہوئے۔ پھر جامعہ احمدیہ کے پرنسپل بنے۔ نظارت بہشتی مقبرہ کے سیکرٹری کے فرائض ۲۱ سال تک بڑے احسن انداز میں ادا کئے۔ مفتی سلسلہ ہوئے اور سب سے بڑھ کر حضرت امام جماعت الثانی کے استاد اور بعد میں ان کی تین شادیوں پہ نکاح خواں ہونے کا اعزاز پایا۔ ان سارے اعزازات کے باوجود وہی دھیماپن۔ وہی منکسر المزاجی رہی۔ جب آپ کو یہ اشارہ ملا کہ آپ کے شاگرد میاں محمود اعلیٰ منصب پہ فائز کئے جائیں گے تو اس روز سے اس عظیم استاد نے اپنے شاگرد کے سامنے کرسی پہ بیٹھنا چھوڑ دیا۔ آپ امام جماعت بنے تو استاد شاگرد بن گیا۔ اور نہایت ہی سعادت مند شاگرد۔ بڑے اہتمام سے حضور کے درس قرآن میں شامل ہوتے اور ہمیشہ قلم اور کاپی ساتھ لے کر۔ آج وہی شاگرد اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے قرآن کریم کی تشریح میں نئے نئے نکات پیش کر رہا تھا۔ نئے مضامین ابھر رہے تھے ایسے کہ ان جید عالم کے لئے بھی انوکھے اور نئے تھے۔ ان محفلوں میں حاضری کا سلسلہ آخری سانس تک رہا۔ آپ نے ایسی حالت میں بھی حاضری دی کہ جسم بخار سے تپ رہا ہے یا نقاہت کسی کے سہارے پر مجبور کرتی ہے مگر یہ عاشق قرآن۔ علم کا شیدائی حاضر ہوا اور ہمہ تن گوش اپنے سابق شاگرد کے پر معارف کلام کو سنتا رہا۔

تھوڑی سی بات ہو جائے اس بارہ میں بھی کہ آپ کیسے استاد تھے اور آپ کا طریقہ تعلیم کیا تھا۔ کلاس میں آتے تو علم کا دریا ٹھاٹھیں مارتا ہوا معلوم دیتا ہر نکتہ کی تشریح بڑی فصاحت و بلاغت سے فرماتے۔ بعض اوقات طوالت اس حد تک ہوتی کہ ایک آیت کی تشریح دو روز میں بھی ختم نہ ہوتی۔ مگر آپ کا عالمانہ لیکچر دلچسپ بھی ہوتا۔ کسی نقطہ کی وضاحت کرنے کے لئے بعض اوقات کسی کہانی کا سہارا لیتے یا دلچسپ اور سبق آموز لطائف سے نکتہ واضح بھی کرتے اور شاگردوں کو لطف اندوز ہونے کا موقعہ بھی دیتے۔ آپ کا حافظہ بلا کا تھا۔ حوالے اور چھوٹی سی چھوٹی تفصیل آپ کے ذہن میں محفوظ رہتی۔ اس شفیق استاد نے کبھی خفگی کا اظہار نہیں کیا اگر کبھی سرزنش کرنی پڑ بھی جاتی تو فرماتے۔ جس کسی سے خفا ہوتا ہوں اس کے لئے دعا بھی کرتا ہوں۔ طلباء سے سلوک اپنے بچوں کا سا کرتے ان کی خوشی پہ خوش اور غم میں شریک ہوتے۔ ایک بار کسی طالب علم کی یونیورسٹی میں کامیابی کا کارڈ اس کے کسی دوست کے پاس پہنچا اس نے حضرت مولوی صاحب سے ذکر کیا۔ آپ بغیر دستار اپنے شاگرد کو مبارکباد دینے دوڑ پڑے۔ شاگردوں کو اولاد کی طرح جانتے۔ ایک شاگرد پاؤں دبانے لگا تو منع کر دیا۔ فرمایا: نہیں یہ تمہارا کام نہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ اولاد کا احترام کیا جائے اس لئے میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا الغرض آپ مجسم شفقت تھے۔ اپنے شاگردوں کے لئے منبع نور۔ محبت اور رحمت۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو وہ عمل جو سب سے زیادہ پسند تھا وہ نماز تھی۔ نمازیں آپ کی لمبی ہوتیں مگر قرأت ایسی کہ مقتدیوں پہ وجد طاری ہو جاتا۔ معلوم یوں ہوتا کہ ساری نماز میں ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کے اور اس کے لطف میں ڈوب کے ادا کر رہے ہیں۔ مولوی احمد خاں صاحب نسیم نے کہا کہ ایک بار انہوں نے سورۃ فاتحہ گیارہ بار پڑھی۔ تب حضرت مولوی صاحب رکوع میں گئے۔ آپ فرماتے تھے: میں رکوع و سجود میں تسبیح فقط تین بار ہی پڑھتا ہوں مگر نہ جانے نماز میں کتنی بار پڑھ جاتے۔ الغرض نماز اتنے خشوع و خضوع سے پڑھتے۔ اتنی سنوار کر پڑھتے کہ خواہ اس میں گھنٹوں ہی کیوں نہ لگ جائیں ایک سچے عاشق کی طرح اس دربار سے رخصت ہونے کو جی نہ چاہتا۔ ایک بار ایک دوست کو ان کی ادائیگی نوافل کی انتظار میں دو گھنٹے بیٹھنا پڑا۔ اور ایک بار یوں ہوا کہ حضرت امام جماعت الثانی کشمیر کے جنگلوں میں دوستوں کے ساتھ سیر کر رہے تھے کہ ایک اجنبی ملا اس نے بتلایا کہ وہ احمدی ہے اور قادیان کا چکر لگا کے آیا ہے۔ بعض دوستوں کو اس کے انداز بیان پہ شک گذرا۔ مگر اس نے بتلایا کہ اس نے وہاں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی کہ ایک وقت کی نماز کشمیر کی سال بھر کی نمازوں کے برابر تھی۔ دوست جان گئے کہ وہ حضرت مولوی صاحب کی محفل میں پہنچا ہوگا۔ آپ کو نماز باجماعت کا اتنا شوق تھا کہ تندرستی ہو یا بیماری۔ مصروفیت ہو یا فرصت آپ ہر حالت میں اپنا بھاری بھر کم سونٹا اٹھائے نماز کے وقت جانب بیت جاتے دکھائی دیتے۔ اور ایک آخری سین ملاحظہ فرمالیں۔ آپ کی صاحبزادی حلیمہ بیگم بیماری سے نڈھال ہے۔ بیماری اپنا اثر دکھلا چکی شاید چند منٹوں کی مہمان ہے۔ نزع کی حالت ہے کہ اتنے میں بیت سے صدا بلند ہوئی۔ بچی آپ کو بہت پیاری ہے مگر نماز باجماعت چھوڑی نہیں جا سکتی۔ پھول سی بچی کا ماتھا چوما۔ سر پہ شفقت سے ہاتھ پھیرا۔ اسے سپرد خدا کہا اور خود اللہ کے دربار میں حاضری کے لئے چل دیئے۔

نہ جانے اس وقت اس شفیق باپ کے جذبات و احساسات کیا ہوں گے۔ بچی پیاری، بچی رخصت ہو رہی ہے اسے اللہ کا بلاوا آچکا مگر بیت سے بھی ایک بلاوا آرہا ہے نماز باجماعت چھوڑی نہیں جا سکتی۔ کاش ایسے وجود ہمارے لئے مشعل راہ بنیں۔ کاش ہم بھی اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری کو ایسی ہی اہمیت دیں۔

اے خدا بر تربت او ابر رحمت ہا ببار

بقیہ: صفحہ ۵

مروت مریضوں کے بھی آڑے آتی ہے ماتحت عملہ کے بھی ڈاکٹر کے بھی۔ اگر مہمان کا بہ امر مجبوری بیٹھنا ضروری ہے۔ تو اس طرح خاموش بیٹھئے کہ آپ کی موجودگی کا احساس ڈاکٹر نرس عملہ اور مریض کو نہ ہو۔ ورنہ اور کوئی کہے نہ کہے مریض گھر جا کر ضرور جلے دل کے پھپھولے پھوڑے گا۔ "ایک تو ڈاکٹر کے پاس پتہ نہیں کون بیٹھا ہوا تھا۔ اور ڈاکٹر نے دھیان سے میری بات ہی نہیں سنی آرام کیا ہوگا"

تقویٰ محض اکیلا کام نہیں کر سکتا۔ جب تک دعا اس کے ساتھ شامل حال نہ ہو۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

مکرم محمد سلطان اکبر ربوہ دارالصدر غربی کے والد محترم چوہدری ہدایت اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ چک نمبر ۳۵ جنوبی سرگودھا عرصہ ڈیڑھ ماہ سے بعارضہ بخار وغیرہ شدید بیمار ہیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم مرزا احمد نصیر صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ ملتان کے بڑے بھائی مکرم مرزا انعام الحق صاحب ۲ر جون ۱۹۹۳ء عید والے روز کینیڈا میں وفات پا گئے آپ تین سال قبل پاکستان سے کینیڈا منتقل ہوئے تھے۔ آپ موصی تھے ٹورنٹو کینیڈا میں امانتاً تدفین عمل میں آئی۔ آپ کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

قائدین مجالس و ناظمین اطفال توجہ فرمائیں

ماہ جون اور جولائی کا مجوزہ پروگرام درج ذیل ہے اس کو کامیاب کرنے کی کوشش فرمائیں۔

مؤرخہ ۱۱ر جون ۱۹۹۳ء	مرکزی امتحانات
۱۱ تا ۱۷ ر ر	ہفتہ تعلیم
یکم تا ۱۰ جولائی ر	دوسرا عشرہ وصولی
۱۶ تا ۲۲ ر ر	ہفتہ اشاعت

سیکرٹری اشاعت
اطفال الاحمدیہ پاکستان

ضرورت سٹاف

نصرت جہاں اکیڈمی میں اساتذہ کی تین (۳) اور لیبارٹری اسسٹنٹ کی دو (۲) اسامیاں خالی ہیں۔

۱۔ اساتذہ کی اسامیوں کے لئے مندرجہ ذیل مضامین میں بی ایس سی بی ایڈ یا ایم اے ایم ایس سی (سیکنڈ ڈویژن کم از کم) ہونا لازمی ہے۔ (ریاضی - فزکس) (کیمسٹری - بیالوجی - باٹنی) انگریزی۔

بی ایس سی میں کیمسٹری اور بیالوجی کے مضامین والے امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔

۲۔ لیبارٹری اسسٹنٹ کے لئے ایف ایس سی فزکس کیمسٹری بیالوجی کے ساتھ بی ایس سی بھی درخواست دے سکتے ہیں۔

اکیڈمی میں پڑھانے کے خواہش مند امیدوار فوری طور پر اپنی درخواستیں چیئرمین صاحب ناصر فاؤنڈیشن کے نام لکھ کر خاکسار سے مل لیں۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی)

پتہ درکار ہے

○ مکرمہ راج بیگم صاحبہ زوجہ ملک محمد الدین صاحب شاہدرہ پیپلز کالونی لاہور نے وصیت کی تھی۔ موصیہ کا وصیت نمبر ۲۰۲۸۴ ہے۔

○ مکرمہ بشیراں بیگم صاحبہ زوجہ مکرم عبداللطیف صاحب ساکن کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ نے وصیت کی تھی ان کا وصیت نمبر ۱۳۰۳۰ ہے۔

مندرجہ بالا موصیات کے ایڈریس کے بارہ میں کسی کو علم ہو یا موصیات خود پڑھیں تو فوری طور پر دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

بقیہ: صفحہ ۱

اس کے بہت سے لوگ ہیں جو سخت احسان فراموش ہیں۔ حالانکہ پیدائش سے پہلے پیدائش کے بعد جوانی بڑھاپے سے گزرتے ہوئے حشر و نشر تک ان احسانات کا سلسلہ چلا جاتا ہے ان احسانات پر غور کرتے ہوئے ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم اس ذات بابرکات کی فرمانبرداری کریں جو ان احسانات کا سرچشمہ ہے۔ مخلوقات میں سے تھوڑا سا بھی احسان کوئی کرتا ہے تو وہ احسان کر کے یہی چاہتا ہے کہ میرا فرمانبردار ہو۔ حالانکہ مخلوق میں سے جو احسان کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کا پیدا کردہ ہے۔ پھر جس چیز سے وہ احسان کرتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے اور پھر وہ شفقت اور مہربانی جو باپ یا ماں اپنے بیٹے پر کرتے ہیں۔ وہ بھی خدا نے ہی پیدا کی ہوئی ہے۔ اس لئے اصل میں حمد کے لائق اور احسان ماننے کے قابل تو وہ ہستی ہے جو رب العالمین ہے۔ جس کے احسانات ذرے ذرے پر ہویدا ہیں۔"

(از خطبہ فرمودہ ۲ر جنوری ۱۹۱۴ء)

بقیہ: تقریب شادی صفحہ ۱

ہوئی۔ عزیزہ عائشہ صدیقہ شمع احمد نے ۱۹۹۱ء میں ایم بی بی ایس فائنل میں پنجاب یونیورسٹی میں فرسٹ پوزیشن لی اور سات گولڈ میڈل حاصل کئے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں یہ شادی بہت بابرکت اور بہترین نتائج کی حامل ہو۔

اس کے ساتھ ہی یہ خبر بھی باعث مسرت ہے کہ میرے بھائی سید محمد احمد لاہور چھاؤنی کے سب سے چھوٹے بیٹے سید ہاشم اکبر احمد اور امۃ الشکور طیبہ احمد کو ابوظہبی میں ۲۔ جون ۱۹۹۳ء کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام حمزہ عدیل احمد عطا فرمایا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں عرض ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ بچہ کو نیک اور خادم دین بنائے۔

درخواست دعا

مکرم میجر (ریٹائرڈ) عبدالقادر صاحب ناظر دیوان کی اہلیہ محترمہ کوئٹہ میں علیل ہیں۔ داہنی طرف اٹھنے بیٹھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ معدہ اور انتڑیاں بھی صحیح کام نہیں کر رہیں۔ اس سے قبل جنوری ۹۳ء میں وہ اچانک بے ہوش ہو گئی تھیں اب علاج کی غرض سے کوئٹہ میں اپنے بیٹے کے پاس مقیم ہیں احباب کرام سے موصوفہ کی جلد شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ایسی مالی قربانی نہ کریں جس کے نتیجہ میں خدا سے تعلق کم ہو۔ ایسی مالی قربانی کریں جس کے نتیجہ میں آپ خدا کے پیارے بنتے چلے جائیں اور وہ آپ کا نگہدار ہو جائے۔ آپ کی ہر ضرورت کا کفیل ہو جائے۔ وہ اپنے ذمہ یہ لے لے کہ اس بندے کی ہر ضرورت میں پوری کروں گا۔

○

جہاں میں سبھی کا بھلا چاہتا ہوں
بس اس کے سوا اور کیا چاہتا ہوں

سمندر میں ہیں مچھلیاں خوبصورت
انہیں تیرتے دیکھنا چاہتا ہوں

جو بازار میں قید دیکھے پرندے
فضا میں انہیں چھوڑنا چاہتا ہوں

سبھی کو ضرورت ہے لکڑی کی لیکن
درختوں کی بھی میں بقا چاہتا ہوں

دھوئیں سے مرا دم تو گھٹنے لگا ہے
میں تھوڑی سی تازہ ہوا چاہتا ہوں

ہے معلوم پرہیز بہتر ہے پھر کیوں
ہر اک مرض کی میں دوا چاہتا ہوں

مقاصد میں ہو کامیابی سبھی کو
سبھی کیلئے میں شفا چاہتا ہوں

خدا کی رضا میرے پیشِ نظر ہے
میں تم سے نہ کوئی صلہ چاہتا ہوں

تعصب کی اب انتہا ہو گئی ہے
رواداری کی ابتدا چاہتا ہوں

کچھ آلودگی دور ہو روح کی بھی
میں سجدوں میں ایسی فضا چاہتا ہوں

جو محتاج ہیں ہر گھڑی دوسروں کے
قمر ان سے کیا مانگنا چاہتا ہوں

ڈاکٹر حنیف احمد قمر۔ ربوہ

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۱۰ جون۔ شدید گرمی اور لُو کا سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے۔ گرمی کی شدت بے حد پریشانی پیدا کر رہی ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے ایک عبوری حکم جاری کیا ہے جس کے تحت پنجاب اسمبلی اور ساتھ ہی وزیر اعلیٰ میاں منظور احمد وٹو کی حکومت بحال کر دی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہائیکورٹ نے یہ پابندی عائد کی ہے کہ اس عبوری عرصے کے دوران وزیر اعلیٰ کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش نہ ہو گی۔ اور نہ ہی وزیر اعلیٰ اسمبلی توڑنے کی سفارش کریں گے۔ یہ عبوری حکم عدالت کے حتمی فیصلے تک مؤثر سمجھا جائے گا۔ لاہور ہائیکورٹ نے کہا ہے کہ دونوں فریقوں کے ساتھ غیر جانبدارانہ رویہ اختیار کرتے اور کسی فریق کو کسی قسم کے امتیازی سلوک کی شکایت کا موقع نہ دینے کے لئے یہ عبوری فیصلہ کیا گیا ہے۔ عدالت نے کہا کہ منظور وٹو کے خلاف عدم اعتماد کے نوٹس پر اگر اسمبلی میں رائے شماری بھی ہو گئی تب بھی عدالت کا حتمی فیصلہ آنے تک انہیں اپنے عہدے سے نہیں ہٹایا جا سکے گا۔

○ پنجاب اسمبلی توڑنے کے خلاف بحث میں درخواست گذار کے وکیل نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ سپریم کورٹ نے سابق نگران وزیر اعظم کا تقرر غیر آئینی قرار دیا ہے لہٰذا ان کے مشورے سے گورنر پنجاب کا تقرر اور ان کی طرف سے نگران وزیر اعلیٰ منظور وٹو کا تقرر بھی غیر قانونی ہے۔ مخالف وکیل مسٹر اعتزاز احسن نے سوال اٹھایا کہ اس طرح تو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا تقرر بھی غیر قانونی ہو گا۔

○ ایم کیو ایم کے الطاف گروپ نے قومی اسمبلی کے ضمنی انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا ہے۔

○ پرویز الٰہی گروپ کے چھ سے زائد اراکین پنجاب اسمبلی کے حلفیہ بیانات جلد ہائیکورٹ میں پیش کئے جائیں گے جن میں ذکر ہے کہ قرارداد عدم اعتماد پر شام ساڑھے سات بجے دستخط کروائے گئے۔

○ معتبر ذرائع نے بتایا ہے کہ پی ڈی اے حکومت سے ۱۶ اکتوبر کو عام انتخابات کرانے کا مطالبہ کرے گا۔

○ اس سال ملک میں ۲۳۔ لاکھ ٹن گندم درآمد کی جائے گی۔

○ باخبر ذرائع نے دعویٰ کیا ہے کہ سندھ اسمبلی آئندہ ۴۸ گھنٹوں میں ٹوٹ جائے گی۔ گورنر نے اسمبلی توڑنے کی سفارش کر دی ہے خیال ہے کہ نگران وزیر اعلیٰ پی ڈی اے سے لیا جائے گا۔

○ کنٹرول لائن پر جھڑپ ہونے کے بعد پاک فوج نے بھارتی فوجیوں کو مار بھگایا۔ کنٹرول لائن کے ساتھ مورچے کھودنے اور بارودی سرنگیں بچھانے کی بھارتی کوشش ناکام بنا دی گئی۔ بھارتی فوج نے پسپا ہونے کے بعد راکٹوں سے حملہ کر دیا۔

○ حکومت کی مصالحتی ٹیم نے جماعت اسلامی کے ساتھ ابتدائی مذاکرات کئے۔

○ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا کہ قوم تاریخ کے سخت ترین بجٹ کے لئے تیار رہے۔ انہوں نے کہا کہ نگران حکومت کے عرصے میں ملک ۲ سال پیچھے چلا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کو اقتصادی طور پر زبردست بحران کا سامنا ہے۔

○ حکومت پاکستان نے امریکہ اور سعودی عرب کو مطلوب سمگلروں کے نام قومی اسمبلی میں پیش کر دیئے گئے ہیں۔ دونوں ملکوں نے منشیات کے سمگلروں کو پاکستان سے مانگا ہے۔ وزیر منشیات نے کہا ہے کہ منشیات کی سمگلنگ میں ملوث ۲۳ بڑی مچھلیوں کے مقدمے خصوصی عدالتوں میں بھجوا دئے گئے ہیں۔

○ پنجاب میں ۴۰۰ سے زائد پولیس افسران کو آؤٹ آف ٹرن ترقی دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

○ پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں قیامت خیز گرمی سے جینا دشوار ہو گیا ہے۔ سکھر ڈویژن میں ۹ اور سرگودھا میں چار افراد گرمی سے ہلاک ہو گئے۔

بہاولپور میں ریکارڈ گرمی پڑی درجہ حرارت ۴۷.۶ ڈگری سنٹی گریڈ تک پہنچ گیا۔

○ اقوام متحدہ صومالیہ میں مسلح افراد کے خلاف طاقت کا مظاہرہ کرے گی ٹینک اور بھاری ہتھیار بذریعہ طیارہ موغادیشو بھیجے جا رہے ہیں۔ یہ فیصلہ پاکستانی فوجیوں کی شہادت کے باعث کیا گیا ہے۔

○ قومی اسمبلی کی بحالی کے بعد صدر اور وزیر اعظم میں پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب صومالیہ سے آنے والے پاکستانی فوجی شہداء کی میتیں پاکستان پہنچیں۔ دونوں بڑوں نے مصافحہ کیا لیکن کوئی بات نہیں کی۔

○ وزیر اعظم نے سندھ میں جرائم پیشہ افراد کے خلاف اپریشن تیز کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ وزیر اعظم نے یہ اقدام سندھی رہنماؤں کی شکایت کے بعد کیا ہے۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ نواز شریف حکومت اور اپوزیشن کے درمیان مذاکرات کی کامیابی کا کوئی امکان نہیں۔ عمومی تاثر یہ ہے کہ حکومت نے اپوزیشن کو مصالحت کی پیشکش مجبوراً کی ہے۔ جبکہ دو صوبائی اسمبلیاں ٹوٹنے کے بعد سیاسی بے چینی میں اضافہ ہو رہا ہے۔

ہر سائز، ہر قسم فریج، ڈیپ فریزر، ٹی وی، واشنگ مشین بازار سے بارعایت خریدنے کے لئے
عثمان الیکٹرونکس
۱۔ لنک میکلوڈ روڈ۔ لاہور پر تشریف لائیں۔
فون نیا: ۷۲۲۳۲۰۴، ۷۲۳۱۶۸۰، ۷۲۳۱۶۸۱
فون پرانا: ~~۲۲۳۲۰۴ ۲۲۳۱۶۸۰ ۲۳۱۶۸۱~~

خواتین توجہ فرمائیں
سلائی کٹائی، چائینیز اور کانٹینینٹل کھانے سیکھیئے۔
رابطہ کے لئے
عطیہ اکیڈمی ۲/۲۱ صدر جنوبی ربوہ

راولپنڈی اسلام آباد میں معیار اور کفایت کے لئے فریج، فریزر، کوکنگ رینج، گیزر، واشنگ مشین، ہیٹر، چولہے اور پنکھے۔
احمد برادرز
شہناز پلازا چاندنی چوک سیٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
فون ۴۲۰۹۵۸

پتہ

بے بی ٹانک
بچوں کی کمزوری، سوکھا پن، دستوں، دانت نکالنے کی تکالیف اور چڑچڑاپن وغیرہ کیلئے بچوں کا ٹانک قیمت -/۱۲ RS لٹریچر مفت۔
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
فون: ۶۰۶ - ۷۷۱ ربوہ

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم ڈش اینٹینا
خریدنے کیلئے
قیمت -/۱۳۵۰۰ ڈش ۱۲ مع مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن
۲۱۔ ہال روڈ۔ لاہور
فون: ۳۵۵۴۲۲ - ۷۲۲۶۵۰۸

حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام -/۱۶
۶۰ گرام -/۴۸

اکسیر اولاد نرینہ
(کورس)
-/۱۵۰ روپے

زدجام عشق
خاص
-/۴۸۰ روپے

روشن کاجل
-/۵ روپے

تریاق معدہ
-/۱۰ روپے
-/۲۰ روپے

NASIR ناصر
دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ
فون: ۶۳۴ ٹیکس: ۵۳۴ - ۴۵۲۲